يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ
اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو (الحجرات)

عباراتِ اکابر

شیخ الحدیث امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مکتبہ صفدریہ
نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع دہم .... فروری ۲۰۰۵ء

نام کتاب .... عبارات اکابر

مؤلف .... امام اہل سنت شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت .... ۶۲/- (باسٹھ روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان

☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی ☆ اسلامی کتب خانہ اڈا کامی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد ☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ ☆ دارالکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت ☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ گکھڑ ☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک

قبر پرستوں نے ان کو قتل کر ڈالنے کے ناپاک ارادے بھی کئے مگر مشہور ہے کہ جس کو خدا رکھے اس کو کون چکھے۔

صحیح تصوف کے نہ صرف یہ کہ مولانا شہیدؒ قائل ہی تھے بلکہ انہوں نے بڑے بڑے جلیل القدر صوفیاءِ کرامؒ کی بڑی تعریف کی اور حقیقی تصوف اور سچے صوفیوں کی تعریف میں ضخیم کتاب بھی تصنیف فرمائی جس کا نام "حقیقتِ تصوّف" ہے (اس کا تذکرہ مرزا حیرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حیاتِ طیبہ" ص ۱۱۶ طبع ادارۂ ترجمان السنہ میں کیا ہے)، اور خود حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے جو اسی سلسلۂ تصوف کی ایک کڑی ہے۔

سکھوں کے خلاف جہاد کا جذبہ

سکھوں کا بابا گرونانک جو قریب ۱۴۶۹ء میں قصبہ تلونڈی میں (جس کو اب ننکانہ کہتے ہیں) پیدا ہوا۔ مولانا شہید علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں اس کے ماننے والوں کا پنجاب میں بڑا زور تھا۔ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی اور مختلف جگہوں سے سکھوں کی مسلمانوں پر زیادتیوں (مثلاً اذان بند کر دینا، مسجدوں کو مسمار کر دینا، مسجد کو مسٹ گڑھ کہنا، مسلمان عورتوں کی آبرو سے کھیلنا وغیرہ وغیرہ) کی افواہیں اور خبریں دہلی میں پہنچتی رہتی تھیں۔ ان خبروں کی تصدیق کے لئے خود مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ تن تنہا انبالہ، پھر وہاں سے امرتسر پہنچے، مسلمانوں کی حالت ہی دگرگوں تھی بے شمار کلمہ گو پیروں اور شہیدوں کی نماز پڑھتے تھے۔ پیر عنیب کے نام پر روزے رکھتے تھے۔ حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو اپنا نجات دہندہ مانتے تھے۔ حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو مشکل کشا مانتے تھے۔

ان ہی بدعقیدتیوں اور بدعملیوں کی نحوست یہ ہوئی کہ امرتسر کی دس فیصدی مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں تھیں۔ بعض میں گھوڑے باندھتے، اور بعض کو انہوں

نے اپنا دفتر بنا رکھا تھا (معاذ اللہ تعالےٰ) اور سکھوں نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص بلند آواز سے اذان نہ کہے۔ اور بعض جگہ مسلمانوں کو مجبور کیا جاتا کہ بکرا ذبح کرتے وقت بجائے اللہ اکبر کے گورو نانک کا نام لیں (معاذ اللہ تعالےٰ) مسلمانوں کو یہ جرأت ہی نہیں ہوتی تھی کہ شکستہ مسجد کی مرمت کر سکیں یا نئی مسجد بنا سکیں سر دربار سکھ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم (فداہ نفسی روحی) کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کو موسلا کہتے تھے۔ سکھوں کے بچے، مسلمانوں کو دیکھتے ہی سور دا بچہ کہتے تھے۔

ایک موقع پر ملتان کے کچھ مظلوم مسلمان رنجیت سنگھ کے پاس اپنے ظالم حاکم کی شکایت لے کر پہنچے تو بجائے ان کی دادرسی کے گدھے کے بول سے ان کی ڈاڑھیاں منڈوا کر اور سارا سامان چھین کر ان کو دربار سے نکال دیا یہ بے چارے روتے ہوئے امرتسر پہنچے تو وہاں شیر سنگھ نامی سکھ نے ان مظلوموں کی عورتیں چھین کر انہیں شہر بدر کر دیا۔ اکثر مسجدوں میں سور رکتے، گھوڑے اور بیل وغیرہ باندھے جاتے تھے کوئی مسلمان گلے میں قرآن کریم نہ لٹکا سکتا تھا، اگر کوئی ناواقف ایسا کرتا تو وہ قید خانہ بھیج دیا جاتا تھا اور قرآن کریم کو زبردستی لے کر آگ میں ڈال دیا جاتا تھا (العیاذ باللہ تعالےٰ)۔

الغرض پورا پنجاب سکھا شاہی میں مبتلا تھا اور سکھوں کی چیرہ دستی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ بعض شہروں میں آٹھ آٹھ دس دس قرآن کریم روزانہ جلا دیئے جاتے، اور غریب مسلمانوں اور مزارعین پر یہ ظلم وستم ہوتا کہ من مانے طریقہ پر ان کو محصول دینا پڑتا ورنہ ان کی بیویاں اور بچے سر عام بازار میں نیلام کر دیئے جاتے۔ یہ سارے واقعات حضرت مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے امرتسر وغیرہ میں بچشم نم خود دیکھے، اور موثق ذرائع سے سنے اس قسم کے مظالم صوبہ سرحد میں بھی سکھوں نے جاری رکھے۔

چنانچہ یوسف زئی قبیلہ کے ایک پٹھان نے امرتسر میں مولانا شہید علیہ الرحمۃ سے یہ ماجرا بیان کیا کہ ہماری بدبختی سے، ہم آپس میں لڑ رہے تھے کہ سکھوں نے ہم پر حملہ کر کے ہماری عورتوں، نابالغ بچوں، بیمار مردوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا اور بعض کو آگ میں زندہ جلا دیا۔ اور ہماری مسجدوں میں سور ذبح کئے۔ اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ پشاور جائیں تو یہ ساری کیفیت میں آپ کو بتا دوں۔ اس کی معیت میں مولانا شہید علیہ الرحمۃ امرتسر سے لاہور تشریف لائے اور ایک سرائے میں ٹھہرے لیکن آگے نہ جا سکے یہاں امرتسر سے بھی زیادہ مظالم سکھوں کے انہوں نے دیکھے اور وہاں جہالت اور پیر پرستی کا یہ عالم دیکھا کہ پیر پرست لوگ نمازوں میں بجائے اللہ اکبر کے یا غوث اعظم کہتے تھے پنجاب سے رنجیت سنگھ کے زمانہ میں تقریباً ۲۵ فیصد مسلمان بھاگ کر انگریز کی عملداری میں چلے گئے تھے۔ رنجیت سنگھ اور دوسرے سکھوں کے گھروں میں کھلم کھلا مسلمان عورتیں تھیں۔

لاہور کی شاہی مسجد کے حجروں میں سکھوں کا اصطبل تھا۔ وضو کرنے کے حوض میں گھوڑوں کی لید ڈالی جاتی تھی، اذان، گاؤ کشی بند تھی (معاذ اللہ تعالیٰ) ان افسوسناک اور سنگین واقعات کا حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر گہرا اثر ہوا اور انہوں نے دل میں عزم مصمم کر لیا کہ ان وحشی سکھوں سے ضرور انتقام لینا چاہیئے تاکہ اسلام اور اہل اسلام کی سربلندی اور عظمت ظاہر ہو۔ یہ یاد رہے کہ دہلی سے لاہور کا یہ سارا سفر مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے پاپیادہ کیا اور قصبہ قصبہ گاؤں گاؤں پھر کر خود نہایت احتیاط سے حالات کا جائزہ لیا اور سکھوں کے بعض قلعوں کے نقشے بھی لئے اس سفر میں پنجابی بولنے پر بھی خوب قدرت حاصل کر لی اور مسلمانوں کی اصلاح میں بھی دن رات منہمک رہے اور سب حالات کا جائزہ لے کر واپس دہلی تشریف لے گئے۔

مخلص رُفقا کی تلاش

حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ایسے مخلص رفقاء کی جستجو میں تھے جو سکھوں کے خلاف جہاد میں ان کا کلی تعاون اور نصرت کریں، مشہور ہے جو نیدہ یابندہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان کو حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (المتوفی ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ شہیدًا) جیسے جان نثار اور مصلح پیر مرحمت فرمائے جن کے دست حق پرست پر چالیس ۴۰ ہزار سے زیادہ ہندو مسلمان ہوئے، اور لاکھوں مسلمانوں کو گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ان کے علاوہ لاکھوں افراد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ گو ظاہری علوم میں زیادہ دسترس نہیں رکھتے تھے، انہوں نے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صرف قرآن و حدیث اور تفسیر کی مختصر تعلیم حاصل کی تھی مگر ربانی جلووں نے ان کے دل کو منور کر دیا تھا حتیٰ کہ حضرت مولانا شاہ شہید علیہ الرحمۃ جیسے متبحر اور بے بدل عالم ان پر فریفتہ ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

مزید براں اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک بہت بڑے جید عالم حضرت مولانا عبد الحیٰ صاحب بڑہانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ (المتوفی ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ بمقام خہر سرحد) جیسے نڈر، جری، اور دلیر، مجاہد ان کو عطا فرمائے۔ حضرت مولانا شہید علیہ الرحمۃ ان جیسے متعدد دیگر مخلص ساتھیوں کے ہمراہ ۱۲۴۱ھ میں براستہ راجپوتانہ، مارواڑ، سندھ حیدر آباد، شکار پور، بلوچستان، قندھار، کابل پہنچے (کیوں کہ براستہ پنجاب سرحد پہنچنا سکھا شاہی کی وجہ سے مشکل اور خلاف مصلحت تھا) وہاں ایک بہت بڑے جید عالم اور پیر حضرت ملا محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو جن کے لاکھوں مرید، شاگرد اور عقیدتمند تھے جہاد کے لئے تیار کیا اور ان کی دعائیں اور معونت اور نصرت لے کر پشاور کا رُخ کیا اور ۲۰ جمادی الاولےٰ ۱۲۴۲ھ کو بمقام خوشگی سکھوں سے جہاد ہُوا